اِدارۃ خدمۃ القرآن الکریم کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

سبق نمبر (13)

زیرِ تدریس

خادم القرآن الکریم حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم

رئیس مرکز الافتاء و الارشاد گلستانِ جوہر کراچی

ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00

بمقام: مسجدِ اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی

دورۃ القرآن الکریم و علومہ

رابطہ نمبر +92 332 3158542 +92 332 3264993

بذریعہ انٹرنیٹ LIVE موبائل ایپ Ghurfa www.HazratFerozMemon.org

مفسرین کرام اور انکی تفاسیر

ایک تعارف

سب سے پہلا بیان القرآن

آنحضرتؐ کے ذمہ جس طرح امت کو قرآن پہنچانا تھا اسی طرح آپ کے ذمہ قرآن کو بیان کرنا اور اس کا سمجھانا بھی تھا۔ آیت کریمہ و یعلّمھم الکتاب والحکمۃ (پ۱، آل عمران ۱۲۹) اور آیت کریمہ لتبیّن للنّاس مانزّل الیھم (پ۱۴ النحل ۴۴) میں حضورؐ کے اس فرض منصبی کا ذکر موجود ہے۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں مفسرین

آپ نے بیان قرآن کی یہ ذمہ داری ادا فرمائی اور صحابہؓ میں مفسرین کی ایک جماعت تیار کی جن میں حضرت ابی ابن کعبؓ، حضرت عثمانؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت علی المرتضیٰؓ اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ سرفہرست ہیں پھر ان کے بعد ان کے تلامذہ میں تابعین کا ایک طبقہ اُٹھا۔

تابعین کرام رحمۃ اللہ علیہم میں مفسرین

جس نے جس طرح اکابر صحابہؓ سے قرآن کی تفسیر سنی یا سمجھی تھی اسے اپنے طور پر بیان کیا یہ اس پہلے دور کے مفسرین ہیں۔

ان میں علقمہ بن قیس (۶۱ھ) مسروق بن اجدع (۶۳ھ) سعید بن المسیب (۶۳ھ) ابو العالیہ (۹۳ھ) سعید بن جبیر (۹۴ھ) حضرت عمر بن عبدالعزیز (۱۰۰ھ) حضرت مجاہد (۱۰۰ھ) حضرت حسن بصری (۱۱۰ھ) حضرت قتادہ (۱۱۸ھ) ابو الاسود الدئلی (۱۰۱ھ) حضرت ضحاک (۱۰۲ھ) عکرمہ (۱۰۵ھ) طاؤس بن کیسان یمانی (۱۰۶ھ) قاسم بن محمد (۱۰۷ھ) سالم بن عبداللہ (۱۰۶ھ) عطا بن ابی رباح (۱۱۴ھ) محمد بن کعب القرظی (۱۱۸ھ) اور زید بن اسلم (۱۳۶ھ) اٹھارہ حضرات سرفہرست ہیں۔

ان حضرات سے تفسیر قرآن کے اجزاء بصورت روایت چلے اور جس طرح مجتہدین فہم سنت میں محنت کرتے رہے محدثین نقل حدیث میں آگے چلتے رہے ان مفسرین حضرات کی تفسیرات بھی آگے روایۃً چلتی رہیں یہاں تک کہ حافظ عبدالرزاق بن ہمام (۲۱۰ھ) اور نابغہ روزگار حافظ ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) نے ان کا بیشتر تفسیری مواد اپنی تفسیروں میں سمودیا۔

عربی دانوں کو ان تفسیری اجزاء کی کیا ضرورت تھی؟

علامہ ابن خلدون (۸۰۸ھ) لکھتے ہیں:۔

ان العرب لاتستوی فی المعرفة بجمیع ما فی القراٰن من الغریب و المتشابه بلٰی ان بعضها یفضل فی ذٰلک علٰی بعض لان العرب لا یکفیهم فی معرفة معانی القراٰن معرفتهم بلغته بل کانوافی کثیر من الاحیان بحاجته الٰی توقیف من الرسول صلی اللّٰه علیه وسلم

ترجمہ: قرآن میں جو غریب اور متشابہ الفاظ ہیں عرب ان سب کی پہچان میں ایک جیسے نہ تھے بلکہ ان میں سے بعض دوسرے بعضوں سے اس میں فائق تھے عربوں کو قرآن کی معرفت میں صرف اس کی لغت کافی نہ تھی بہت سے مواقع پر انہیں ضرورت پڑتی تھی کہ آنحضرت ﷺ سے اس باب میں کیا منقول ہے۔

اس سے پتہ چلا کہ تفسیر قرآن کریم میں لغت عربی کو ثانوی درجہ حاصل ہے اصل یہ ہے کہ حضور خاتم النبیینؐ نے کس آیت کو کیسے سمجھا اور صحابہؓ نے اسے کس ذہن سے قبول کیا۔ امام عربیت شیخ عبدالقادر جرجانی (۸۱۶ھ) لکھتے ہیں:۔

و من عادة قوم من یتعاطی التفسیر بغیر علم ان توهموا ابداً فی الالفاظ الموضوعة علی المجاز والتمثیل انها علٰی ظواهر ها فیفسدوا المعنی بذلک ولیبطلوا الغرض.

(دلائل الاعجاز ص ۳۲۶)

ترجمہ: کچھ لوگ عادی ہوئے کہ بغیر علم کے تفسیر کرنے لگے وہ الفاظ جو مجاز اور تمثیل کے پیرائے میں تھے انہوں نے انہیں ان کے ظاہر معنی پر محمول کیا اس طرح انہوں نے قرآن میں بگاڑ پیدا کیا اور جو ان آیات سے غرض تھی ان کی نفی کر دی۔

امام اصمعیؒ کا ذوق

امام نحو علامہ اصمعی (۲۱۷ھ) قرآن کریم کی تفسیر میں صرف عربیت کافی نہ جانتے تھے ان کے ہاں تفسیر قرآن میں یہ دیکھنا بھی ضروری تھا کہ اللہ اور اس کے رسول برحق کے ہاں اس بات سے کیا معنی مراد ہیں۔ آپ اکثر کہہ دیتے:۔

العرب تقول هذا هكذا ولا اعلم المرادمنه فى الكتاب والسنة. (وفیات الاعیان لابن خلکان ص ۲۸۹)

ترجمہ: عرب یہ یہ کہہ دیتے ہیں اور کتاب وسنت میں وہ بات مجھے کہیں کہی گئی نہیں ملتی۔

امام راغبؒ کا بیان

علامہ راغب اصفہانی مفردات کے شروع میں تفسیر جاننے کے لیے جن علوم کو ضروری سمجھتے ہیں ان میں ساتویں نمبر پر لکھتے ہیں:۔

والسابع معرفة الناسخ والمنسوخ والعموم والخصوص والا جماع والاختلاف و المجمل والمفسر والقياسات الشرعية والمواضع التى يصح فيه القياس و التى لا يصح فيه. (مقدمہ ص ۶۰۵)

ترجمہ: ساتویں بات ناسخ ومنسوخ۔ عام وخاص۔ اتفاق واختلاف۔ مجمل ومفسر اور قیاسات شرعیہ اور وہ مقامات جہاں قیاس ہوسکتا ہے اور جہاں نہیں ہوسکتا ان سب امور کی پہچان ہے۔

طبقات المفسرین

تیسری صدی کے نامور مفسرین

روح بن عبادہ البصیری (۲۰۵ھ) ابوزکریا یحییٰ بن زیاد الفرا الدیلمی (۲۰۷ھ) جو امام کسائی کے شاگرد تھے۔ عبدالرزاق بن ہمام (۲۱۱ھ) ابوالحسن سعید بن جعدۃ الاخفش (۲۱۵ھ) اسحق بن راہویہ (۲۳۸ھ) عبد بن حمید (۲۴۹ھ) امام دارمی (۲۵۵ھ) محمد بن سحنون القیروانی (۲۵۶ھ) امام ابن ماجہ (۲۷۹ھ) بقی بن مخلد (۲۷۶ھ) ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) اسماعیل بن اسحق القاضی (۲۸۲ھ) مالکی مسلک کے تھے۔ امام نسائی کے استاد تھے۔ علامہ مبرد کہتے تھے ھو اعلم بالتصریف منی۔ سہل بن عبداللہ تستری (۲۸۳ھ) ابوحنیفہ دینوری (۲۸۲ھ) ابوالعباس احمد بن یحییٰ ثعلب (۲۹۱ھ) اخفش اصغر کے استاد تھے۔ ابراہیم بن معقل بن حجاج (۲۹۵ھ) وغیرہم۔

چوتھی صدی کے نامور مفسرین

ابن جریر طبری (۳۱۰ھ) ابن المنذر (۳۱۶ھ) سلیمان بن الاشعث ابوداؤد السجستانی (۳۱۶ھ) امام طحاوی (۳۲۱ھ) امام ابومنصور الماتریدی (۳۳۳ھ) امام طبرانی (۳۶۵ھ) حافظ ابومحمد الاصبہانی ابوالشیخ (۳۶۹ھ) امام ابوبکر الجصاص رازی (۳۷۰ھ) ابوحفص بن شاہین (۳۸۵ھ) نصر بن محمد ابواللیث سمرقندی (۳۹۳ھ) ان کی تفسیر کا ترکی میں ترجمہ ہو چکا اس کی روایات کی تخریج قاسم بن قطلوبغا (۸۷۹ھ) نے کی ہے۔ خلف بن احمد سیستانی (۳۵۵ھ) نے دوسرے علماء کو ساتھ ملا کر سو جلدوں میں ایک ضخیم تفسیر لکھی۔ احمد بن علی الباغانی الاندلسی (۴۰۱ھ) ابوعبید الکاشانی (۴۰۱ھ) بھی اس صدی کے نامور مفسرین میں سے ہیں۔

پانچویں صدی کے نامور مفسرین

محمد بن حسن بن فورک (۴۰۶ھ) احمد بن موسیٰ بن مردویہ (۴۱۰ھ) ابواسحق احمد بن ابراہیم نیشاپوری الثعالبی (۴۲۷ھ) مکی بن ابی طالب القیسی القرطبی (۴۳۷ھ)

+92 332 3264993 +92 332 3158542 رابطہ نمبر
www.HazratFerozMemon.org Ghurfa موبائل ایپ LIVE بذریعہ انٹرنیٹ
ہر جمعہ صبح 9:00 تا 11:00
بمقام: مسجد اختر گلستانِ جوہر، بلاک ۱۲، کراچی
دورۃ القرآن الکریم و علومہ

بیہقی[5] (۴۵۸ھ) علی[6] بن احمد الواحدی (۴۶۹ھ) شہفور[7] بن طاہر الاسفرائنی (۴۷۱ھ) عبداللہ بن محمد[8] الاصفہانی الہروی (۴۸۱ھ) علی[9] بن محمد بن الحسین البزدوی (۴۸۲ھ) علی[10] بن حسن نیشاپوری (۴۸۴ھ) محمد[11] بن عبدالجبار السمعانی المروزی (۴۸۹ھ) اور ناصر[12] خسرو (۴۸۱ھ) موخر الذکر نے فارسی میں ایک مستقل تفسیر لکھی ہے۔

علامہ[13] شریف رضی (۴۰۶ھ) نے حقائق التاویل فی متشابہۃ التنزیل اور تلخیص البیان فی مجازات القرآن لکھیں۔

چھٹی صدی ہجری کے نامور مفسرین

چھٹی صدی میں علامہ[1] بغوی (۵۶۱ھ) نے معالم التنزیل لکھی۔ ابن عربی[2] مالکی (۵۴۳ھ) نے احکام القرآن شیخ ظہیر الدین نیشاپوری (۵۷۷ھ) نے البصائر اور امام فخر الدین رازی[3] (۶۰۶ھ) نے تفسیر کبیر لکھی۔ ابوجعفر محمد[4] بن حسن الطبرسی (۵۶۱ھ) کی تفسیر مجمع البیان بھی اسی دور کی ہے۔ یہ اثنا عشری مسلک کے تھے مگر وہ اسی ترتیب سے چلے ہیں جو حضرت عثمانؓ کے مصحف کی تھی۔

ساتویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

ابن[1] حیان اندلسی (۶۵۴ھ) نے البحر المحیط لکھی اسے بھی تفسیر کبیر کہا جاتا ہے۔ علامہ[2] قرطبی (۶۷۱ھ) نے الجامع لاحکام القرآن اور علامہ نسفی (۷۰۱ھ) نے مدارک التنزیل[3] لکھی۔ شیخ عبدالعزیز[4] بن احمد الدمیری الشافعی (۶۹۴ھ) نے عربی نظم میں قرآن کریم کی تفسیر ساڑھے تین ہزار اشعار میں لکھی۔ یہ استنبول سے ۱۳۰۰ھ میں شائع ہوئی۔

آٹھویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

آٹھویں صدی میں فن قرأت کے مشہور امام[1] برہان الدین ابراہیم عمر الجعبری (۷۳۲ھ) نے پورے قرآن کریم کے شان نزول کو ایک طویل قصیدہ میں قلم بند کیا اس کا نام تقریب المامول فی ترتیب النزول ہے۔ علامہ سیوطی نے الاتقان میں اس کے بعض اشعار نقل کیے ہیں۔ تفسیر[2] ابن کثیر (۷۷۴ھ) اپنی نوع کی بے نظیر تفسیر بھی اسی عہد میں لکھی گئی۔ حافظ ابن[3] قیم (۷۵۱ھ) بھی اسی دور کے معروف مفسر تھے۔

نویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

نویں صدی ہجری میں ہندوستان میں قاضی شہاب[1] الدین دولت آبادی ثم الدہلوی (۸۴۰ھ) نے بحر مواج کے نام سے ایک تفسیر دو جلدوں میں فارسی میں لکھی۔ شیخ علاؤ الدین[2] علی محمد شاہرودی (۸۷۵ھ) نے سلطان روم کے حکم سے فارسی میں ایک تفسیر لکھی۔ علامہ ناصر[3] الدین قرماس (۸۸۲ھ) نے فتح الرحمٰن فی تفسیر القرآن عربی نظم میں لکھی۔ ملا حسین[4] بن علی الکاشفی (۹۰۶ھ) نے بھی تفسیر حسینی (فارسی) اسی دور میں لکھی۔ یہ تفسیر محدثین دہلی کے ہاں خاصی مقبول رہی ہے۔

دسویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

دسویں صدی میں علامہ[1] جلال الدین السیوطی (۹۱۱ھ) نے قرآن کریم کی نہایت مبسوط تفسیر محدثین کے انداز میں الدر المنثور کے نام سے لکھی۔ علامہ جلال[2] الدین محلی کی تفسیر کو مکمل کیا۔ یہ تفسیر جلالین ہے۔ امام[3] سیوطی نے الاتقان فی علوم القرآن بھی لکھی۔ ایسی کتاب اب تک قرآن پر نہ لکھی گئی تھی۔ شیخ بدر الدین الغزی الدمشقی (۹۸۵ھ) نے نظم میں تفسیر قرآن لکھی۔ اس کی تکمیل پر جامع مسجد دمشق میں ایک بڑی مجلس کا اہتمام کیا گیا۔ علامہ ابوالمسعود[4] (۹۸۴ھ) کی شہرہ آفاق تفسیر بھی اس دور کی ہے۔ ملا[5] فتح اللہ کاشانی (۹۸۸ھ) نے تفسیر منہج الصادقین لکھی۔ اس کا ایک اختصار خلاصۃ المنہج کے نام سے شائع ہو چکا ہے۔ یہ دونوں اثنا عشری عقائد کی تفسیریں ہے۔

گیارہویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

گیارہویں صدی میں قاضی نور اللہ شوستری[1] (۱۰۱۹ھ) نے تفسیر بیضاوی کا حاشیہ لکھا ہے۔ شیخ زین[2] الدین شیرازی نے تفسیر مرتضوی فارسی میں لکھی۔ شیخ عبدالحق محدث[3] دہلوی (۱۰۵۲ھ) نے التعلیق الحاوی علی التفسیر البیضاوی لکھی۔ شیخ محمد علی[4] بن محمد علوان (۱۰۵۷ھ) نے ضیاء السبیل الی معالم التنزیل لکھی سید[5] محمد بن حسین الیمنی (۱۰۶۷ھ) نے منتہی الکلام فی شرح آیات الاحکام لکھی۔ حضرت مولانا[6] عبدالحکیم سیالکوٹی (۱۰۶۷ھ) نے بھی تفسیر بیضاوی کا ایک حاشیہ لکھا۔ مولانا یعقوب[7] بنانی (۱۰۹۰ھ) (جو الخیر الجاری فی شرح صحیح البخاری کے

مصنف ہیں) نے بھی بیضاوی کا ایک حاشیہ لکھا۔ حافظ عصام الدین[8] (۱۰۹۵ھ) نے بھی بیضاوی کا ایک مفصل حاشیہ تحریر فرمایا۔ شیخ شہاب الدین الخفاجی[9] (۱۰۷۰ھ) نے بیضاوی کا مفصل حاشیہ لکھا۔ لاہور کے شیخ منور الدین[10] (۱۰۱۱ھ) نے الدر النظیم فی ترتیب الآی وسور القرآن الکریم لکھی۔ تفسیر بحر مواج[11] کا بھی فارسی سے عربی میں ترجمہ کیا۔ ملا سید محمد رضوی[12] (۱۰۵۴ھ) نے بادشاہ جہانگیر کے حکم سے قرآن کا فارسی میں ترجمہ کیا۔ شیخ نعمت اللہ فیروز[13] پوری نے بھی قرآن کریم کا فارسی ترجمہ کیا۔ اور علامہ معین الدین[14] کاشمیری (۱۰۸۵ھ) نے اور علی بن محمد[15] دمشقی (۱۲۰۰ھ) نے بھی قرآن کریم کے فارسی تراجم لکھے۔

بارہویں صدی ہجری کے نامور مفسرین

بارہویں صدی میں شیخ جمال الدین ولد رکن الدین (۱۱۲۴ھ) نے تفسیر[1] مدارک، تفسیر بیضاوی اور تفسیر حسینی پر حاشیے لکھے۔ شیخ احمد ملا جیون[2] (۱۱۳۰ھ) نے تفسیرات احمدیہ۔ شیخ اسماعیل حقی[3] (۱۱۳۷ھ) نے تفسیر روح البیان۔ سید عبدالغنی[4] النابلسی الدمشقی (۱۱۴۳ھ) نے التحریر الحاوی فی شرح تفسیر البیضاوی لکھی۔ (ذخائر المواریث فی الدلالۃ علیٰ مواضع الحدیث بھی آپ کی تالیف ہے) شیخ محمد ناصر[5] الہ آبادی (۱۱۶۲ھ) نے تفسیر احکام القرآن لکھی۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی (۱۱۷۶ھ) نے الفوز[6] الکبیر فی اصول التفسیر اور فتح الرحمٰن فارسی ترجمہ قرآن کریم لکھا۔ سلیمان بن عمر[7] بن منصور الشافعی الازہری (۱۲۰۴ھ) نے تفسیر جلالین کا حاشیہ جمل لکھا۔ شیخ مخدوم عبداللہ[8] سندھی نے تفسیر ہاشمی سندھی زبان میں لکھی۔ بارہویں صدی میں اردو نے بھی ایک زبان کی شکل اختیار کی اور شاہ مراد اللہ[9] انصاری سنبھلی (۱۱۸۳ھ) نے پہلا اُردو ترجمہ کیا۔

تفسیر اور اصول تفسیر اور تذکرہ مفسرین کے ان مباحث کے بعد اب ان علمائے اعیان اور مفسرین کرام سے بھی کچھ خصوصی تعارف بھی لیجیے۔ جن کے تفسیری ذخائر کسی نہ کسی بات میں علوم قرآنی کے ہر مخلص طالب علم کے لیے بجا طور پر مفید سمجھے گئے۔ ان تفسیروں کے مطالعہ سے تفسیر کا کوئی عالم مستغنی نہیں ہے۔

تفاسیر اپنے امتیازات کی رُو سے

(ا) وہ تفاسیر جن کا مطالعہ ترکیب کلام ادب وعربیت اور نحوی مباحث کے لحاظ سے بہت مفید ہے:۔

(۱) تفسیر جلالین

علامہ جلال الدین محلی (۸۶۴ھ) اور علامہ جلال الدین سیوطی (۹۱۱ھ) نے پندرہ پندرہ پاروں کی یہ تفسیر لکھی ہے۔ سورہ الفاتحہ کی تفسیر امام سیوطی کے قلم سے ہے۔

(۲) انوار التنزیل معروف بہ تفسیر بیضاوی

قاضی ناصر الدین ابوعبداللہ بن عمر بیضاوی (۷۹۱ھ) علم تفسیر کے علاوہ معانی اور بیان کے بھی امام ہیں اور اس پہلو سے اس تفسیر پر متعدد حاشیے لکھے گئے یہ علمی ذخائر بھی اپنی نظر آپ ہیں۔

(۳) تفسیر کشاف

علامہ جار اللہ محمود بن عمر زمخشری (۸۱۵ھ) معتزلی تھے مفسر کے نظریہ اعتزال کی تردید اس تفسیر کے حاشیہ انتصاف سے ہو جاتی ہے۔ علامہ زمخشری عربیت اور لغت کے بھی امام ہیں۔

(۴) مدارک التنزیل

ابو البرکات عبداللہ بن احمد النسفی (۷۱۰ھ)

عقائد کے باب میں بڑی معتمد تفسیر ہے۔ مولف اکابر فقہاء احناف میں سے ہیں۔

(۵) المفردات

علامہ راغب الاصفہانی (۵۰۲ھ)

'لغات القرآن پر المفردات سے بڑھ کر کوئی اور مستند کتاب نہیں مصنف کی ایک کتاب تفصیل النشأتین وتحصیل السعادتین بھی ہے۔

(۶) تفسیر ابو السعود (۹۸۴ھ)

قرآن کریم کی نحوی ترکیبات میں بہت ہی مفید ہے۔

(۲) وہ تفاسیر جن کا مطالعہ فقہی مسائل اور استخراج احکام کے سلسلہ میں بہت مفید ہے:۔

(۱) احکام القران

امام ابو بکر احمد بن جصاص رازی (۳۷۰ھ) تین جلدوں میں ہے۔ آپ اس میں محدثین کی طرز پر چلے ہیں۔ مسائل کے ساتھ دلائل بھی دیئے گئے ہیں۔ آپ حنفی المسلک تھے۔

(۲) احکام القرآن

علامہ ابو بکر بن محمد بن العربی المالکی الاندلسی (۵۷۳ھ) کی یہ کتاب دو جلدوں میں ہے بہت بلند پایہ کتاب ہے۔ اس میں مختلف آیات کے ذیل میں ائمہ اربعہ کے مسالک منقول ہیں۔ آپ مالکی المسلک تھے۔

(۳) تفسیراتِ احمدیہ

ملا احمد المعروف بہ ملا جیون استاد اورنگ زیب عالمگیر تالیف (۱۰۷۵ھ) یہی مفسر اصول کی کتاب نور الانوار کے مصنف ہیں۔

(۴) تفسیر مظہری (۱۲۲۵ھ)

حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی۔ (۱۲۲۵ھ) اپنے وقت کے امام بیہقی تھے۔

(۵) احکام القرآن

باہتمام حکیم الامۃ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی لکھی گئی۔ اسے محدث کبیر حضرت مولانا ظفر احمد عثمانی، مفتی اعظم دارالعلوم دیوبند مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی، شیخ الحدیث والتفسیر مولانا محمد ادریس کاندھلوی، حضرت مفتی جمیل احمد تھانوی اور حضرت مفتی عبدالشکور ترمذی نے منزل بہ منزل لکھا ہے۔

(۳) وہ تفاسیر جن کا روایتی پہلو بہت ممتاز ہے ان کے مصنف محدثین کے طرز پر چلے ہیں:۔

(۱) تفسیر ابن جریر طبری (۳۱۰ھ)

یہ بہت مبسوط اور مفصل تفسیر ہے لغت اور ادب پر بھی تحقیقی نظر ہے۔ کئی ضعیف روایت دروغ برگردن راوی کے تصور میں اس میں دی گئی ہیں۔

(۲) معالم التنزیل امام بغوی الشافعی (۵۱۶ھ)

محی السنۃ حسین بن مسعود بغوی شافعی مشہور محدث گزرے ہیں۔ ان کی یہ تفسیر آٹھ جلدوں میں تفسیر ابن کثیر کے حاشیہ پر طبع ہوئی ہے۔

(۳) البحر المحیط ابن حیان الاندلسی (۶۵۴ھ)

اثیر الدین ابو عبداللہ محمد بن یوسف بن حیان اُندلسی محدثانہ طرز پر چلتے ہوئے غلط روایات کی خوب تردید کرتے ہیں ادیب اور متکلم بھی ہیں۔ آپ نے کئی مقامات پر علامہ راغب پر بھی تنقید کی ہے۔

(۴) تفسیر جامع لاحکام القرآن للقرطبی (۶۷۱ھ)

مولف مالکی مذہب کے جلیل القدر مفسر ہیں۔ گو یہ تفسیر زیادہ احکام کی ہے لیکن مجموعی طور پر یہ ایک جامع تفسیر قرآن ہے۔

(۵) تفسیر ابن کثیر (۷۷۴ھ)

حافظ عماد الدین ابن کثیر دمشقی (۷۷۴ھ) تاریخ کی مشہور کتاب البدایہ والنہایہ بھی آپ کی ہی لکھی ہے۔ یہ تفسیر روایتی اعتبار سے بہت اونچی تفسیر ہے۔

(۶) تفسیر مظہری

قاضی ثناء اللہ محدث پانی پتی روایت و درایت کا جامع امتزاج ہیں۔ (۱۲۲۵ھ) آپ کا ذکر پہلے بھی آچکا ہے۔ آپ نقشبندی سلسلے کے ایک بڑے بزرگ تھے۔

(۷) تفسیر فتح القدیر (قاضی شوکانی ۱۲۵۰ھ)

ان تفاسیر کی بیشتر حدیثی روایات معتمد ہیں تاہم مسائل مختلف فیہ میں جرح و تعدیل اور اصل کتابوں کی طرف رجوع کی ضرورت ہے۔

(۴) وہ تفاسیر جو ایک موضوع پر نہیں۔ کئی کئی موضوعات پر حاوی ہیں اور جامع ضخیم تفسیری ذخائر ہیں

(۱) تفسیر ابن جریر طبری (۳۱۰ھ)

(۲) تفسیر کبیر امام فخر الدین رازی (۶۰۶ھ)

(۳) تفسیر بحر محیط الاندلسی (۶۵۷ھ)

(۴) تفسیر قرطبی (الجامع لاحکام القرآن) (۶۷۱ھ)

(۵) روح المعانی علامہ شہاب الدین محمود آلوسی (۱۲۹۱ھ)

یہ بے نظیر تفسیر ادبی روایتی فقہی اور کلامی ہر اعتبار سے ایک عظیم جامع تفسیری ذخیرہ ہے۔

تیرھویں صدی کی قرآن کریم پر محنت

ہندوستان میں تیرہویں صدی میں اردو ایک باقاعدہ زبان بن چکی تھی اس میں قرآن کریم کے متعدد تراجم کیے گئے تاہم علوم کی زبان ابھی تک عربی اور فارسی ہی تھی۔ حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی (۱۲۲۵ھ) نے عربی میں تفسیر مظہری لکھی اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی (۱۲۳۹ھ) نے تفسیر فتح العزیز فارسی میں لکھی۔ افسوس کہ اس تفسیر کا بہت سا حصہ اس وقت کے سیاسی انقلاب میں ضائع ہوگیا۔ شیخ محمد بن عبدالوہاب (۱۲۰۶ھ) نے بھی ایک تفسیر لکھی۔ حکیم شریف الدین خاں دہلوی (۱۲۲۲ھ) نے بھی فارسی میں تفسیر قرآن لکھی۔ علامہ احمد بن محمد الصاوی المالکی (۱۲۴۱ھ) نے تفسیر جلالین کا ایک حاشیہ لکھا۔ قاضی محمد علی شوکانی زیدی (۱۲۵۰ھ) کی تفسیر فتح القدیر بھی اسی دور کی تالیف ہے۔ پھر اسی صدی میں علامہ ابو الثناء شہاب الدین محمود آلوسی (۱۲۷۰ھ) کی تفسیر روح المعانی لکھی گئی جو عالمی سطح پر علم تفسیر کا ایک شاہکار ہے جس کی سطح پر علوم کے سارے چشمے اچھل رہے ہیں۔ محمد تقی کرمانی الملقب مظفر علی شاہ (۱۲۱۵ھ) نے بحر الاسرار فارسی میں لکھی۔

(۱) موضح القرآن حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (۱۲۳۰ھ) کی یہ عظیم قرآنی خدمت مابعد کی تمام اردو تفسیروں کی اصل ہے اور اپنے اختصار اور گہرائی میں اپنی مثال آپ ہے۔

چودھویں صدی کی قرآن کریم پر محنت

۱۔ نواب صدیق حسن خاں (۱۳۰۷ھ) نے تفسیر فتح البیان لکھی اس میں بیشتر مواد قاضی شوکانی کی تفسیر فتح القدیر سے لیا گیا ہے۔

۲۔ سید عمار علی شیعی رئیس سونی پت (۱۳۰۴ھ) نے تفسیر عمدۃ البیان لکھی۔

(۳) تفسیر مواہب القرآن

مولانا امیر علی صاحبؒ (۱۳۳۷ھ) جنہوں نے ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری کے ترجمے بھی کیے ہیں۔ اُن کی یہ تفسیر زیادہ تر تفسیر ابن جریر اور تفسیر ابن کثیر کے تراجم پر مشتمل ہے۔

(۴) تفسیر الاکسیر الاعظم قاضی احتشام الدین مراد آبادی (۱۳۱۴ھ) یہ نو جلدوں میں ہے۔

(۵) تفسیر فتح المنان (۱۳۳۵ھ)

یہ تفسیر حقانی کے نام سے معروف ہے۔

آٹھ جلدوں میں ہے مذاہب باطلہ خاص طور پر آریوں اور عیسائیوں کے عقائد و افکار کا خوب تجزیہ کرتی ہے۔ اس کے مصنف حضرت علامہ ابو محمد عبدالحق دہلویؒ (۱۳۳۵ھ ہیں جو اپنے زمانہ کے مشہور محقق گزرے ہیں۔

۶۔ مولوی محمد حسن بن کرامت علی امروہوی (۱۳۲۲ھ) نے فارسی میں تفسیر معالم الاسرار لکھی۔

۷۔ سید قطب شہید (۱۳۸۵ھ) نے فی ظلال القرآن عربی میں لکھی۔

۸۔ محمد امین بن مختار الشنقیطی (۱۳۹۳ھ) نے اضواء البیان دس جلدوں میں لکھی۔

۹۔ شیخ طنطاوی جوہری (۱۳۵۸ھ) کی تفسیر جواہر القرآن شیخ محمد مصطفیٰ المراغی (۱۳۶۶ھ) کی تفسیر مراغی اور مفتی محمد عبدہٗ کی تفسیر المنار (جو صرف بارہ پاروں کی ہے) اس صدی کی اہم تفسیریں ہیں۔